محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سماجی زندگی

محمد عمر گوتم، مرکز المعارف، نئی دہلی

حیات طیبہ کی جمال وجلال آفریں روشنی اور ضیاء بار کرنیں انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر یکساں پڑتی ہے۔ سیاسی زندگی ہو یا معاشی زندگی، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، سماجی زندگی ہو یا زندگی کا کوئی اور ایسا پہلو، اور پھر زندگی کے کسی بھی شعبہ کا کوئی بھی مرحلہ درپیش ہو، سیرت طیبہ کے بحر بیکراں میں اس کی ہدایت ورہنمائی کی درنایاب موجود ملتے ہیں، اس لیے کہنے والے نے درست کہا ہے: انسانی زندگی اپنے حقیقی روپ میں سماج کے اندر ہی جلوہ فگن ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی انسانی سماج کے لیے بیش بہامتاع گراں مایہ ہے، بہتر انسانی سماج کی تشکیل اور ہر فرد سماج کی فلاح و بہبود حیات طیبہ کی وہ عطر بیزی ہے جس کی خوشگوار بھینی بھینی خوشبوؤں سے انسانی چمن بار ہا معطر ہوتا رہتا ہے۔

سماج افراد سے وجود میں آتا ہے اور افراد کی جان عزت اور مال وآبرو کا تحفظ اس کے وجود و بقاء کیلئے لازم ہوتا ہے، رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ نے انسانی جان کو اتنا محترم اور قیمتی بنایا کہ ناحق کسی انسان کی جان لینے کو نہ صرف بہت بڑا گناہ بتایا، بلکہ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا، اور اس دروازے کو سختی سے بند کرنے کا مضبوط نظام قائم فرمایا۔ عزت وآبرو اور دوسرے کے مال پر کسی قسم کی دست درازی کو سخت تعزیری جرم قرار دے کر ہر فرد کی عزت اور مال کے تحفظ کی ضمانت فراہم فرمائی۔

رسول کریم ﷺ کی سماجی زندگی ایک بہترین اور مکمل انسان کی زندگی ہے، جس کے اخلاق فاضلہ کی روشنی سے ہر دور کے انسانی سماج کو منور کیا جا سکتا ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر نماز پڑھنے سے ملتا ہے'' اخلاق کو اتنی اہمیت اس لیے دی گئی کہ انسانی سماج کی بہتر تشکیل اخلاقی خوبیوں کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے، خود آپ ﷺ کی حیات طیبہ اخلاق کے بلند مقام پر تھی، قرآن نے کہا: ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' بے شک آپ اخلاق کے بڑے درجے پر ہیں۔

مساوات و برابری اور عدل وانصاف بہتر انسانی سماج کی تشکیل کیلئے ضروری ہیں۔رسول ﷺ کی حیات طیبہ میں مساوات اور انصاف کی روشن مثالیں ملتی ہیں۔

ایک مرتبہ قریش کی ایک خاتون چوری کے جرم میں پکڑی گئی، بعض عزیز ترین صحابہ نے اس کی سفارش کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے ان کی نہ سنی، اور فرمایا: ''تم سے پہلے کی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کو سزا دی جاتی تھی اور جب بڑے لوگ کرتے تو ان کا جرم نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔''

مظلوموں کو مدد اور محتاجوں کی اعانت آپ ﷺ کا شیوہ رہا ہے، مکہ مکرمہ کی زندگی میں جب ایک مظلوم نے مدد کیلئے خانۂ کعبہ کے پاس فریاد کی تو اس کی مدد کیلئے چند دیگر افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی کھڑے ہوئے، عبداللہ بن جدعان کے گھر میں انھوں نے باہم مشورہ کر کے ایک جماعت بنائی اور یہ عہد کیا کہ مکہ میں جس شخص پر بھی ظلم کیا جائے گا ہم سب اس مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ تاریخ میں "حَلَفُ الفُضُول" کے نام سے سنہرے حروف میں لکھا گیا ہے۔ ظلم کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کرنا اور مظلوم کو اس کا حق دلانا رسول اللہ ﷺ کو اس قدر محبوب تھا کہ مدنی زندگی میں بھی ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر مجھے آج بھی "حَلَفُ الفُضُول" میں بلایا جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔

سماج کے کمزور افراد کی خبر گیری اور مدد آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی روشن مثالیں ہیں۔ ایک صحابی حضرت خباب رضی اللہ عنہ کسی لشکر میں گئے ہوئے تھے، ان کے گھر میں کوئی دوسرا مرد نہ تھا، اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، آپ ﷺ روزانہ ان کے گھر جا کر دودھ دوہ آتے تھے، دوسروں کے کام کر دینا آپ ﷺ کو اس قدر محبوب تھا کہ ایک دفعہ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو چکی تھی، اسی دوران ایک بدو نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر کہا میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے، آپ پہلے اسے کر دیجئے۔ آپ ﷺ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیے، اور اس کا کام پورا کرنے کے بعد نماز کے لیے تشریف لائے۔

مکہ میں ایک بار قحط پڑ گیا۔ اہل مکہ جو مسلمانان مدینہ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے، رسول کریم ﷺ نے ان کے ساتھ انسانی حسن سلوک کا اعلیٰ نمونہ قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کی غربت وتنگدستی کے عالم میں بھی پانچ سو دینار جمع کر کے سرداران مکہ کو بھیجے کہ وہ قحط کے شکار لوگوں کی مدد کرسکیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایک عام انسان کی طرح روزمرہ کے کاموں اور ہر دکھ

درد میں شریک نظر آتے ہیں، کوئی دعوت دیتا تو فوراً قبول کر لیتے تھے۔ سماجی تعاون اور خوشی وغمی میں شرکت کے لیے کوئی مذہبی رکاوٹ آپ کی راہ میں حائل نہیں تھی۔ ایک یہودی خاتون کی دعوت آپ نے قبول فرمائی، اوراس کا کھانا کھایا، اسی طرح ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے، ایک بار نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا، تو آپ ﷺ نے خود مہمانداری کی، اور وفد کے اراکین کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ حق وانصاف کے معاملہ میں بلاتفریق مذہب ہر انسان آپ کی نظر میں برابر تھا۔ اگر کبھی اختلاف ہوتا تو ناحق کسی مسلمان کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔

آج جب کہ دنیا ایک عالمی گاؤں بن گئی ہے اور اس گاؤں میں مختلف مذاہب کے ماننے والے پڑوسی کی طرح رہنے لگے ہیں، سماجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ زندگی گذارنے کے آداب انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک سماج کے لوگوں کے درمیان پرامن بقائے باہم اور خوشگوار زندگی کا سب سے بہتر نمونہ اور اصول ''میثاق مدینہ'' کے نام سے ہمارے سامنے موجود ہے، رسول کریم ﷺ جب مدینہ آئے تو وہاں کے مختلف قبائل اور اہل مذاہب کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدہ فرمایا، یہی معاہدہ میثاق مدینہ ہے، اس کی دفعات کتنی مدبرانہ اور معقول ہیں، اس کا اندازہ ان کے الفاظ سے کیا جاسکتا ہے۔

۱- سب لوگ ایک ہی قوم کے فرد سمجھے جائیں گے، یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہے اور دونوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی ہوگی۔

۲- اگر معاہدہ کرنے والے کسی قبیلہ پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو تمام قبیلے مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۳- شریک معاہدہ قبیلوں کے تعلقات خیر خواہی، نفع رسانی اور نیک اطواری پر مبنی ہوں گے، تاکہ جبر پر، اور خلاف اخلاق امور میں کوئی اعانت نہیں کی جائے گی۔

۴- یہودیوں اور مسلمانوں کو برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

۵- مظلوم کی ہر حال میں مدد کی جائے گی۔ وغیرہ

میثاق مدینہ کی ان دفعات نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ایک مشترک سماج کی تشکیل کا اصول فراہم کیا ہے، اوران خطوط پر آج کے کثیر مذہبی، کثیر تہذیبی اور کثیر لسانی سماج کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔

مسجد نبوی میں ایک جانب ایک بدوی نے آکر پیشاب کردیا، تو آپ ﷺ نے ایک بالٹی پانی

منگوا کر اس کو صاف کر دیا، دیوار پر کسی نے تھوک دیا تو اسے کھرچ کر اس کی جگہ خوشبو لگا دی، غذائی سامانوں میں جن چیزوں کو کھانے سے منع کیا گیا اس کی بنیاد اسی بات پر تو رکھی گئی ہے کہ وہ خبیث و گندگی ہیں، اور انسانی جسم و صحت کے لیے مضر ہیں۔ قرآن میں ہے: "ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث" یعنی لوگوں کے لیے اچھی وطیب چیزوں کو حلال اور گندی اور خراب چیزوں کو حرام قرار دیا۔ شہری زندگی کے نوع بہ نوع سماجی مسائل اور ماحولیات سے متعلق سوالات کا بہترین حل اور جواب ہمیں کہیں مثالوں کی صورت میں اور کبھی اصولوں کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے احساس کو محرک بنایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم میں ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اسکی مفوضہ ذمہ داریوں اور اس کے ماتحتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ احساس ذمہ داری اور احساس جوابدہی کا یہ تصور رشوت کے دروازے کو بند کر دیتا ہے، سماجی زندگی میں آج کچھ سماجی لعنتیں گھس گئی ہیں، جس میں خواندگی زندگی سے تعلق رکھنے والے مسائل میں طلاق کی بڑھتی شرح اور جہیز وتلک کی مانگ سرفہرست ہیں۔

سماج میں باہمی اعتماد، تعاون اور باہمی محبت کا فروغ سماج کی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے۔ ایسی مضبوطی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خاصا اہتمام فرمایا ہے، بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایت دی گئی ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہ کی جائے، کسی کی ٹوہ اور تجسس میں نہ پڑا جائے، کسی کو مدد کے موقع پر بے یار و مددگار نہ چھوڑا جائے، کسی کو برے نام اور برے لقب سے نہ پکارا جائے، کسی کے بارے میں بدگمانی نہ رکھی جائے، ہر انسان سے محبت کی جائے، اس کے تئیں حسن ظن رکھا جائے، باہمی محبت کو بڑھاوا دینے کا بہترین نسخہ ہے آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیے جائیں، سلام کو رواج دیا جائے، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ باہمی مدد اور تعاون کا درجہ اتنا اونچا کیا گیا کہ فرمایا گیا جب تک انسان اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس انسان کی مدد کرتا رہتا ہے

☆☆☆